سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت

رشیدی



افادات

حضرت مولانا

عبد المجید صاحب لدھیانوی

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ باب العلوم

کہروڑ پکا ضلع لودھراں

ناشر:

شاہ نفیس اکیڈمی

۲۷/۱۱ سعدی پارک مزنگ لاہور

۰۳۰۰-۴۱۸۳۷۰۹

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شخصیت

افادات

مخدوم العلماء شیخ الحدیث
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب مدظلہم
شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا ضلع لودھراں

شاہ نفیس رح اکادمی، ۱۱/ ۲۷ سعدی پارک لاہور

سلسلہ اشاعت نمبر 3

نام کتاب: .... حضرت علیؓ کی شخصیت

افادات: .... حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب مدظلہم

طبع اول: .... ربیع الاول ۱۴۳۱ھ / [illegible] 2010ء

طبع دوم: .... رجب المرجب ۱۴۳۱ھ / جولائی 2010ء

قیمت: ....

ناشر: .... [illegible]

مطبع: .... اولمپیا آرٹ پریس

☆ ملنے کے پتے ☆

نفیس منزل ۲/ ۷۷ اے کریم پارک لاہور

مکتبہ قاسمیہ [illegible] الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

دار الکتاب، کتاب مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

ادارہ تالیفات ختم نبوت ۳۸ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

نفیس [illegible] ہاؤس [illegible] بازار [illegible]

[illegible] ۳۰ [illegible] سٹریٹ [illegible] روڈ لاہور

[illegible] محمود سٹریٹ [illegible] روڈ لاہور

ادارہ [illegible] ۳۳ [illegible] روڈ لاہور

اولمپیا آرٹ پریس ۳۶ [illegible] گلشن راوی لاہور





اللہ یہی چاہتا ہے کہ دُور کرے تم سے گندی باتیں اے نبیؐ کے گھر والو اور سُتھرا کر دے تم کو ایک سُتھرائی سے

”ترجمہ: حضرت شیخ الہندؒ“

حرفِ رضوان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ!

زیرِ نظر کتابچہ اُستاذ العلماء شیخ المشائخ حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی مدظلہم شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑپکا کا بیان ہے جو آپ نے جامعہ سراج العلوم لودھراں میں تقریری مقابلہ کے موقع پر صفر المظفر ۱۴۳۰ھ میں فرمایا تھا۔ یہ بیان خطباتِ حکیم العصر کی جلد نمبر ۸ میں شائع شدہ ہے۔ یہ بیان نہایت دلنشین، آسان اور عام فہم ہے۔ اس لیے جی چاہا کہ اسے علیحدہ مستقل طور پر اپنے ادارہ ''شاہ نفیس ؒ اکادمی'' کے تحت شائع کر کے عام کیا جائے۔ چند اَحباب سے تذکرہ ہوا اُنہوں نے ہمت دلائی، حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی مدظلہم سے اجازت طلب کی آپ نے بخوشی اجازت مرحمت فرما کر حوصلہ افزائی فرمائی۔

اس رسالہ کا انتساب اپنے مربی و محسن سند العارفین قطب الاقطاب حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمہ اللہ کے نام کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔

گر قبول اُفتد زہے عز و شرف

خاکپائے شاہ نفیس الحسینیؒ

رضوان نفیس

۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ/ ۵ مئی ۲۰۱۰ء بروز بدھ

خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ.

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

لَایَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ. اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا. وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی. وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ.

(سورہ حدید. آیت ۱۰)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی عَدَدَ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ.

تمہید:

آپ کے اجتماع میں اللہ نے شرکت کی توفیق دی یہ میرے لیے سعادت ہے۔ میں اس وقت دو چار باتیں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں آپ توجہ فرمائیں۔

یہ سلسلہ جو آپ حضرات نے شروع کیا ہے الحمد للہ بہت مفید ہے نوجوان مقابلے میں آکر مطالعہ کرتے ہیں معلومات مہیا کرتے ہیں پھر ان کی ادائیگی تحریراًوتقریراً مقابلے میں آکر زیادہ اچھے انداز میں ہوتی ہے اس طرح سے مختلف موضوعات پر نوجوانوں کا ذہن کھلتا بھی ہے اور آئندہ کام کرنے کے لیے تیار بھی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس جدوجہد کو قبول فرمائے اور مزید ترقی نصیب فرمائے۔ (آمین)

اس اجتماع میں جو عنوان متعین کیا گیا ہے وہ ہے ''حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شخصیت'' اس پر بحث کرتے ہوئے مختصر الفاظ میں کہتا ہوں دو باتوں کو آپ پیش نظر رکھیں کیوں کہ یہ شخصیت ان شخصیات میں سے ہے کہ جن کے بارے میں لوگوں میں افراط وتفریط پایا جاتا ہے اور جہاں افراط وتفریط ہو وہاں نقطہ اعتدال کو ملحوظ رکھنا بہت ضروری ہوتا ہے اور اپنے اکابر کی یہی شان ہے۔

علی! تیرے اندر عیسیٰ کی مثال موجود ہے:

مشکوٰۃ شریف میں مناقب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی منقبت میں ایک روایت ہے خود حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی اس کے راوی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی تیرے اندر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال موجود ہے یعنی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں دو قسم کے گروہ گمراہ ہوئے یہ اسی روایت میں ہے (مشکوٰۃ ص ۵٦۵) عیسائیوں نے تعریف کے انداز میں افراط کیا ہے اور درجے

سے بڑھا یا اور ان کی طرف ایسی صفات کی نسبت کی جس سے ان کو الوہیت کی طرف لے گئے بندگی سے نکال لیا یہ افراط ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں عیسائیوں نے اختیار کیا قرآن کریم نے ان کا عقیدہ نقل کیا ہے ثالث ثلثة ہو یا ان الله هو المسیح بن مریم ہو یہ بندوں کی حدوں کی حدود سے نکال کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو الوہیت کی حدود میں لے گئے۔ یہ تعریف میں افراط ہے۔ اور دوسرا گروہ گمراہ ہوا یہود کا جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں انتہائی تفریط سے کام لیا۔ کوتاہی کی حتیٰ کہ ان کی پاک دامن اماں حضرت مریم علیہا السلام پر بھی تہمت لگائی نعوذ باللہ انکو بھی غلط کردار کی حامل قرار دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو غلط عمل کا نتیجہ قرار دیا انہوں نے اتنی کوتاہی کی۔ تو دو گروہ گمراہ ہو گئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے محبّ مفرط اور عدو مفرط۔ ایک کوتاہی کے انداز میں گمراہ ہوا اور ایک تعریف کے انداز میں گمراہ ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے اندر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال موجود ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا دو گروہ میرے بارے میں ہلاک ہونگے۔ ایک وہی محبّ مفرط کہ بعضے لوگ تو میری تعریف اس انداز میں کریں گے کہ جیسے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اور بندوں کی حدود سے نکال کر الوہیت کی طرف لے گئے یہ بھی ویسے ہی گمراہ ہونگے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف کرنے والے گمراہ ہوئے۔ اور ایک گروہ میرے بارے میں تفریط کا شکار ہوگا وہ میرے بارے اس قسم کی باتیں کریں گے ایسے بہتان لگائیں گے میرے اوپر جو میرے اندر موجود نہیں تو جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں دو گروہ گمراہ ہوئے میرے بارے میں بھی دو گروہ گمراہ ہونگے۔ ایک میری تعریف کرنے والے میرے محبّ جو حد سے مجھے آگے بڑھائیں گے اور ایک میرے دشمن جو میری طرف ایسی باتیں منسوب کریں گے جو میرے اندر موجود نہیں ہیں اور وہ خوامخواہ میرے اوپر تہمت اور بہتان باندھیں گے۔ ان دو گروہوں کی نشان دہی خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کی کہ میری وجہ سے یہ دو گروہ گمراہ ہونگے۔ آپ جانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں صحیح

عقیدہ کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ اللہ کے رسول ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عظمت و کردار اہل سنت کی نظر میں:

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہمارے اکابر کا عقیدہ کیا ہے السابقون الاولون میں شامل ہیں من المہاجرین والانصار قرآن کریم نے جنہیں کہا اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں پرورش پائی نو سال کی عمر تھی جب ایمان لائے اور بچوں میں سے سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں۔

- بڑوں میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں۔
- عورتوں میں سے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سب سے پہلے ایمان لانے والی ہیں۔
- چھوٹی عمر کے ایمان لانے والوں میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پوری زندگی ساتھ رہے، ۲۳ سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت رہی۔ مکہ میں جو مظالم باقی مومنوں نے برداشت کئے انہوں نے بھی برداشت کئے مدینہ منورہ میں آنے کے بعد ہر غزوہ میں شریک رہے کسی غزوے میں پیچھے نہیں رہے غزوات جتنے بھی ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ ان میں شریک رہے جو ہمارے اکابر کا عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ افضل الامت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اس کے بعد دوسرا نمبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ تیسرا نمبر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور چوتھے نمبر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ راشد مہدی' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی خلیفہ راشد مہدی' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد مہدی' حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد مہدی' خلفاء راشدین ان چاروں کے مجموعے کا نام ہے اور یہ خلافت راشدہ جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا ضمیمہ سمجھی جاتی ہے اس کے گویا کہ یہ آخری خلیفہ ہیں اپنے اکابر کا حضرت

علی رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ عقیدہ ہے۔

علی کو رب ماننے والے آگ میں جلے:

باقی ان کے متعلق دوسرا فریق پیدا ان کی زندگی میں ہی ہو گیا تھا۔ آپ میں سے جس نے مشکوٰۃ پڑھی ہے اس نے پڑھا ہوگا باب قتل المرتدین (ص ۳۰۷) میں مذکور ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک گروہ کو پکڑ کر زندہ جلا دیا تھا اور وہ گروہ کون تھا جنکو زندہ جلایا تھا اس حاشیہ میں ساری شرح لکھی ہے مشکوٰۃ شریف میں کہ وہ یہ تھے جو کہتے تھے کہ یہ علی رب ہے اور اس کو ربوبیت والی شان حاصل ہے گویا کہ ان کو بندوں کی صفت سے نکال کر عیسائیوں کی طرح جیسے عیسائی اپنے پیغمبر کو حدود الوہیت میں لے گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تعریف کرنے والے بھی ان کو حدود الوہیت میں لے گئے۔

رب قرار دیا اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو آپ نے انکو پکڑوایا اور پھر انکو زندہ جلا دیا۔ مشکوٰۃ کے متن میں ہے کہ جب ابن عباس رضی اللہ عنہما کو معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انکو زندہ جلا دیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر میں موجود ہوتا تو میں ان کو زندہ نہ جلانے دیتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

لاینبغی ان یعذب بالنار الارب النار (مشکوٰۃ ۳۰۷. ابو داؤد ۲/۲،۷/۳۵۸)

ہاں البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنا دین بدلے اسے قتل کر دو تو میں ان کو قتل کروا دیتا زندہ جلانے سے روکتا۔ (یہ حدیث بخاری ۲/۱۰۲۳ پر بھی ہے) اس روایت سے معلوم ہو گیا کہ ان کے متعلق ایسے عقائد کی ابتداء ان کی زندگی میں ہو گئی تھی۔ لوگوں نے اس قسم کے پروپیگنڈے کرنے شروع کر دیئے تھے جنکو سزا خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھوں سے دی ہے تو ساتھ لطیفہ بھی لکھا تاریخ میں بھی ہے کہ جو بچ بچا گئے تھے اِدھر اُدھر بھاگ کر وہ کہنے لگے یہ تو ایک اور دلیل مل گئی کہ علی رب ہیں علی رضی اللہ عنہ کے رب ہونے کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آگ کے ساتھ عذاب دینا رب النار کا کام ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو آگ کے ساتھ عذاب دیا ہے تو معلوم ہو گیا کہ علی رب النار ہے

انہوں نے الٹا اس کو اپنے فہم کے ساتھ اس طرح سے کرلیا۔

بہر حال یہ افراط والوں کی بات تھی اور تفریط کرنے والوں نے جو کچھ کیا ہے یہ بات تو ہمارے ملک کے اندر بھی بہت پھوٹی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق ان پر تنقید وہ ایک مستقل باب ہے۔شاید ہمارے یہ طلبہ جو کہ الحمد للہ حق علماء کی کتابوں سے استفادہ کرتے ہیں وہ اس پہلو کو اپنے بیانات کے اندنمایاں کریں گے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی عظمت:

اور تفریط کرنے والے جو لوگ ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں اختلاف جو ہوا اس کا زیادہ تر حصہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے اور یا جو خارجی لوگ پیدا ہوئے تھے ان کے ساتھ جھگڑا دونوں فریقوں کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی لڑائیاں ہوئی ہیں اور دونوں کا حقیقت پسندانہ جائزہ لینا آپ نوجوانوں کا کام ہے جہاں تک حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ہمارا اور ہمارے اکابر کا نظریہ ہے وہ یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سب مؤمنین کے ماموں لگے بہت اعلیٰ درجے کے صحابی ہیں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعاء کی کہ یا اللہ ان کو ہادی اور مہدی بنا۔(مشکوۃ ۵۷۹/۲۔ترمذی ۲۲۴/۲)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک دفعہ کہا کہ معاویہ جب تو حاکم بن جائے عدل کرنا، مجھے اس وقت خیال آیا کہ شاید اللہ کی طرف سے میرے لیے کوئی موقع ایسا آنے والا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی پوری ہوئی اور ان کو اقتدار ملا۔کیسے ملا؟ تاریخی قصہ ہے اور لمبا ہے۔

ساری دنیا کے ابدال حضرت وحشی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتے

لیکن جب تقابل کریں گے آپ تقابل میں بہت احتیاط کرنے کی ضرورت ہے ایک ایسا صحابی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف ایک مجلس میں ایک نظر دیکھا ہو جس

کی مثال حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ ہیں جو قاتل حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا قاتل۔ فتح مکہ کے موقعہ پر اس کا خون حلال کر دیا گیا تھا کہ کہیں بھی ہو اس کو پناہ نہیں جہاں ملے اس کو قتل کر دو وہ بھاگ گیا تھا بھاگنے کے بعد وہ کسی قوم کی طرف سے قاصد بن کر آیا اس کو معلوم تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قاصدوں کو قتل نہیں کرتے جب وہ سامنے آیا اور اس نے ایمان کا اظہار کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا تھا کہ تو وہی ہے جس نے میرے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تو انہوں نے جواب دیا تھا جی جیسے آپ نے سنا۔ یعنی جیسے آپ نے سنا ویسے ہی بات ہے میں ہی قاتل ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ایمان تو قبول فرما لیا لیکن ساتھ کہا کہ ہو سکے تو تو میرے سامنے نہ آیا کر اپنے چہرے کو مجھ سے چھپا کر رکھ بات وہی کہ جب تو سامنے آتا ہے تو چچا یاد آتا ہے اس کے اوپر جو ظلم ہوا تھا وہ سارے کا سارا یاد آتا ہے پھر وحشی رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سامنے نہیں آئے۔

اتنا سا ہوا ہے کہ سامنے آئے ہیں ایمان لائے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو میرے سامنے نہ آیا کر یہ صحابی صحابہ کی جماعت میں سے ایک ایسا ہے جس کے بارے میں صراحت ہے کہ ان کو بہت تھوڑا وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ملا ہے بس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور ایمان لائے ہیں اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے مطابق پوری دنیا کے اولیاء اللہ غوث، قطب، ابدال اکٹھے کر لو وحشی رضی اللہ عنہ کے درجے کو نہیں پہنچ سکتے۔ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کا درجہ سب سے اوپر ہے صحابی کی نسبت کا مقابلہ کسی دوسرے کے ساتھ کیا ہی نہیں جا سکتا تو جس نے تیئیس سال ساتھ گزارے ہیں اور دن رات ساتھ گزارے ہیں، بھائیوں کی طرح ہیں داماد ہیں بیٹوں کی جگہ ہیں تو آپ جانتے ہیں کہ ان کی شان کتنی اونچی ہوگی اس لیے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تقابل کرتے وقت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان کتنی اونچی ہوگی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے، غزوات میں شریک ہوئے سارے کے سارے کام ہوئے وہ تو بہت بڑے صحابہ

میں شامل ہیں اس لیے اس تقابل میں اس بات میں احتیاط کرنی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں بھی کوئی بھی کسی قسم کا ایسا لفظ نہ نکلے جس کے ساتھ کوئی یہ کہہ سکے کہ ان کے دل میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی عزت نہیں ہے ان کے اختلافات بڑوں کے اختلاف ہیں ہمیں دونوں کا احترام کرنا ہے اور کسی کے متعلق آپ نے زبان سے کوئی ایسی بات نہیں کرنی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے افضل اور اولیٰ بالحق ہیں:

لیکن اس اختلاف میں ہمارا اور ہمارے اکابر کا قول صاف طور پر کتابوں میں مذکور ہے کہ ہم اس اجتہادی اختلاف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اولیٰ بالحق سمجھتے ہیں اور فضیلت کے اعتبار سے بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی برتری کے ہی قائل ہیں جیسے میں نے کہا ہم ساری امت میں سے ان چار کو فضیلت دیتے ہیں اور ان کے مقابلے میں کوئی دوسرا صحابی نہیں ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ باقی سب صحابہ کے مقابلہ میں افضل ہیں۔ پہلے تین جو ہیں جیسے خلافت کی ترتیب ہے ویسے ہی ان کی فضیلت کی ترتیب ہے اور اس ترتیب کی طرف اشارہ اس آیت میں ہے جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی سورۃ حدید میں یہ الفاظ ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل** فتح سے فتح مکہ مراد ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک وہ ہیں جو فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر مشرکوں سے لڑے بھی یہ ہیں **من قبل الفتح**.

ایک وہ ہیں جو **بعد الفتح** مکہ کے فتح ہونے کے بعد جب مکہ فتح ہو گیا تو **لاھجرۃ بعد الفتح** اعلان ہو گیا اس کے بعد مکہ سے مسلمان ہو کر مدینہ میں جانے والے کو مہاجر نہیں کہتے ہجرت کا خاتمہ ہو گیا۔ یہ **بعد الفتح** اور **قبل الفتح** دو جماعتیں بن گئیں۔ قرآن کہتا ہے **لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح و قاتل**. جس نے

فتح مکہ سے پہلے اللہ کے راستے میں خرچ کیا اور جو اللہ کے راستے میں فتح سے پہلے لڑا وہ اور جو من بعد الفتح خرچ کرنے اور لڑنے والے ہیں دونوں برابر نہیں۔ اولئك اعظم درجة من الذين انفقوا من بعد وقاتلوا. فتح مکہ سے پہلے ایمان لانے والے، اللہ کے راستے میں لڑنے والے، اللہ کے راستے میں خرچ کرنے والے، اعظم درجۃً وہ درجے کے اعتبار سے اعظم ہیں من الذين انفقوا من بعد وقاتوا ان کے مقابلے میں جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے اور پھر انہوں نے اللہ کے راستے میں جہاد بھی کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ من قبل الفتح کی فہرست میں سرفہرست ہیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا فتح مکہ کے موقع پر ایمان ظاہر ہوا اور بعد میں وہ جہاد میں بھی شریک ہوئے سارے کام کیئے۔

لیکن من بعد الفتح میں شامل ہیں من قبل الفتح میں شامل نہیں ہیں تو قرآن کریم کے یہ الفاظ ہمیں صراحت سے بتاتے ہیں کہ قبل الفتح جو ایمان لائے تھے قتال میں آئے وہ سارے کے سارے مکہ کے مہاجرین اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ جانے کے بعد مدینہ منورہ کے انصار مکہ کے فتح ہونے سے پہلے پہلے

- جو غزوہ بدر میں شریک ہوئے.........
- غزوہ احد میں شریک ہوئے.........
- غزوہ خندق میں شریک ہوئے.........
- حتی کہ غزوہ خیبر میں شریک ہوئے.........

یہ سارے کے سارے چاہے وہ انصار ہیں چاہے وہ مہاجر ہیں وہ ان کے مقابلے میں افضل ہیں جو فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے اور انہوں نے اللہ کے راستے میں خرچ بھی کیا اور اللہ کے راستے میں لڑے بھی۔ اس لفظ کو ہمیشہ اپنی آنکھوں کے سامنے رکھیئے جب بھی کوئی اس قسم کی تفصیل کی بات آئے تو من قبل الفتح و بعد الفتح کا فرق کرنا یہ بات قرآن کریم کی آیت صراحت کے ساتھ بتاتی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ و معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں راہ اعتدال:

باقی یہ ہے کہ عقیدہ رکھنا ہے قرآن و حدیث کے مطابق تاریخ سے وہ بات لینی ہے جو قرآن و حدیث کے ساتھ مطابقت رکھے اور ایسی بات آپ نے تاریخ سے نہیں لینی جو قرآن و حدیث سے مخالفت کرنے والی ہو۔ تاریخ کا کوئی اعتبار نہیں ہے اس لیے تاریخ پڑھ پڑھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تنقید کرنا یا ان کو بعد والوں کے مقابلے میں گھٹیا ثابت کرنے کی کوشش کرنا یا اجتہادی خطا کا رقرار دینا قرآن کریم کے یہ الفاظ اس بات سے منع کرتے ہیں بس ان دو باتوں کو یاد رکھنا ہے نہ تو ایسا افراط ہو جیسے کہ میں نے پہلے حدیث کی روشنی میں عرض کیا اور نہ ایسی تفریط ہو جس طرح سے یہ ناصبی قسم کے لوگ اور خارجی قسم کے لوگ اس زمانے میں تھے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالف ہوئے، حدیث شریف کے اندر بہت ساری روایتیں ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک ایسا ٹولہ ہوگا جو اختلاف امت کے وقت میں دونوں کو چھوڑ کر علیحدہ ہو جائیگا وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھی خلاف اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھی خلاف ہوگا ان لوگوں کے ساتھ جو لڑے گا عملاً وہ اولیٰ بالحق ہوگا صراحت ہے یہ حدیث میں اور یہ بالاتفاق بات ہے کہ یہ ٹولہ جس کو ہم خارجی کہتے ہیں ان کے ساتھ لڑنے کی نوبت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آئی ہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ لڑنے کی نوبت نہیں آئی لہذا حدیث میں یہ الفاظ ہیں جو اپنی زبان سے کہہ رہا ہوں کہ اولیٰ بالحق حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اس تقابل میں اولیٰ بالحق حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں یہ حدیث کے الفاظ ہیں کیونکہ تواتر کے ساتھ یہ بات ثابت ہے کہ اگر ان کے ساتھ لڑائی ہوئی ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہوئی ہے۔

راہ اعتدال سے ہٹے ہوئے لوگ:

بہر حال میں ان نوجوانوں کی خدمت میں اپنے الفاظ کے ساتھ یہی بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں افراط و تفریط کا شکار نہ ہونا۔ یہ عباسی مردود جو کراچی میں ہوا اس نے کتاب لکھی ''خلافت معاویہ اور یزید'' یا اس کے بعد ایک اور کتاب لکھی ''تحقیق

مزید'' یا عظیم الدین کی کتابیں اس قسم کی جتنی بھی ہیں وہ غلط ذہن کی راہنمائی کرتی ہیں جو اس اختلاف کے اندر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مرجوح اور دوسری پارٹی کو راجح قرار دیتے ہیں یہ ہمارا مسلک نہیں ہم اس سارے اختلاف کے اندر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو افضل قرار دیتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد ہیں، مہدی ہیں، اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہیں، بیٹوں کو جگہ ہیں بہت فضیلتیں ان کو حاصل ہیں اس لیے آپ نے یہ بحث کرتے ہوئے ان دو نقطوں کو لازماً سامنے رکھنا ہے کہ نہ تو تعریف ایسی کرنی ہے جو حدود سے متجاوز ہو اور نہ کوئی ایسا لفظ استعمال کرنا ہے جس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں کوئی تنقیص لازم آتی ہو لیکن ساتھ ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ادب کو بھی ملحوظ رکھنا ہے کہ اگر اختلاف میں کوئی ایسی بات ہے جو اجتہادی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب مجتہد اجتہاد کے مطابق کوئی کام کرتا ہے یا بات کرتا ہے اگر درستگی کو پہنچ جائے تو دوہرا ثواب لیتا ہے درستگی کو نہ بھی پہنچے تو اس کو ایک ثواب ملتا ہے مجتہد گناہگار نہیں ہوا کرتا۔ اس لیے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان کو بھی ملحوظ رکھنا ہے اور کوئی ایسا لفظ جس سے ان کی بے ادبی کا اشارہ بھی نکلتا ہو آپ سمجھیں کہ ایمان کو نقصان پہنچانے والی بات ہے۔ ان باتوں کی رعایت رکھتے ہوئے قرآن و حدیث سے ہی عقیدہ اخذ کرنا ہے۔ تاریخ سے وہ بات لینی ہے جو قرآن و حدیث کے مطابق چلے۔ ہمارا عقیدہ مسلسل اور متواتر چلا آرہا ہے اہل حق کا اس بات کو آپ نے ملحوظ رکھنا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان بیان کریں اسطرح سے کہ اس میں نہ افراط ہو نہ تفریط ہو اور اس کے ساتھ ان اختلافات کو بیان کرتے ہوئے باقی صحابہ رضی اللہ عنہم کا تذکرہ بھی ادب کے ساتھ کریں احترام کے ساتھ کریں اگر آپ مثال اس کی سمجھنا چاہیں تو یوں ہے کہ گھر میں رہتے ہوئے آپ کا باپ بھی ہے آپ کی ماں بھی ہے اگر ماں اور باپ گھر کے کسی مسئلہ میں آپس میں اختلاف کرلیں آپس میں چاہے وہ اس کو سخت

بولے وہ اس کو سخت بولے بچے کا کام نہیں ہے کہ ماں کی حمایت میں باپ کو بے عزت کرے باپ کی حمایت میں ماں کو بے عزت کرے اس کے لیے ضروری ہے کہ دونوں کا ادب کرے بس اسی طرح سے ہم نے احترام دونوں کا کرنا ہے لیکن جب ترجیح کی بات آئے گی ہم کہیں گے کہ اس میں ترجیح حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہے ہم ان کو راجح قرار دیتے ہیں۔

میرا مسلک یہی ہے، میرے اکابر کا مسلک یہی ہے، کتابوں کے اندر صراحت اسی بات کی ہے، اس لیے پاکستان میں یہ تحریک جو عباسی نے اٹھائی تھی ہم اس کو ناصبی تحریک سمجھتے ہیں اہل بیت کی وہ تنقیص کرتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص کرتے ہیں اور اس کے مقابلے میں دوسرے فریق کی تعریف ضرورت سے زیادہ کرتے ہیں ہم اس مسلک کے نہیں۔

اس لیے دونوں نقطوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ نے ساری کی ساری بات کرنی ہے افراط وتفریط نہ ہونے پائے دونوں کے اندر اپنے ایمان کا خطرہ ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو راہ اعتدال اختیار کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ......



بوبکر و عمر، عثمان و علی رضی اللہ عنہم

اصحابِ محمدؐ حق کے ولی — بوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ
یارانِ نبیؐ میں سب سے جلی — بوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ

وہ شمعِ حرم کے پروانے — وہ ختمِ رُسُل کے دیوانے
بوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ — بوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علی

اسلام نے جن کو عزت دی — اسلام کو قوت جن سے ملی
ایمان کی روایت جن سے چلی — بوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ

ترتیبِ خلافت بھی ہے یہی — ترتیبِ فضیلت بھی ہے یہی
لگتی ہے یہی ترتیب بھلی — بوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ

ان چاروں کی خوشبو پھیلے گی — یہ خوشبو ہر سُو پھیلے گی
گونجے گا یہ نغمہ گلی گلی — "بوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ"

یہ لوح و قلم کی زینت ہے — یہ کتبہ حرم کی زینت ہے
لکھ شاہ نفیس بخطِ جلی — "بوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ"

ناچیز: نفیس الحسینی — ربیع الاول ۱۴۱۶ھ